REGD No. L.5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۴۶/۱۱ | ۳ صلح ۱۳۳۶ ہش | ۳ جنوری ۱۹۵۷ء | نمبر ۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲ جنوری ۱۹۵۷ء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲ جنوری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تا حال ناساز ہے رات دوائی کی ڈبل خوراک پینے سے نصف شب کے بعد نیند آئی۔ احباب حضرت میاں صاحب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

— حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ

— حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو ضعف کی شکایت ہے۔ علاوہ ازیں آنکھوں میں غبار بھی رہتا ہے۔ احباب حضرت مفتی صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

وزیر اعظم چین مسٹر چو این لائی کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن کا تحفہ

جماعت احمدیہ دنیا کو جس عالمگیر امن اور انسانی اخوت کی طرف دعوت دے رہی ہے

وہ اسلام کے انتہائی اعلیٰ اور ارفع اصولوں پر مبنی ہے

ڈھاکہ (بذریعہ ڈاک) مکرم مولوی علی انور صاحب نے مکرم عبد القادر صاحب مہتہ کی طرف سے وزیر اعظم چین ہز ایکسی لنسی چو این لائی کی خدمت میں جبکہ وہ یہاں تشریف لائے ہوئے تھے انگریزی ترجمۃ القرآن کا ایک نسخہ تحفے کے طور پر پیش کیا۔ اس موقعہ پر جو ایڈریس پیش کیا گیا اس میں واضح کیا گیا کہ جماعت احمدیہ جس کی طرف سے یہ ترجمۃ القرآن شائع کیا گیا ہے۔ ساری دنیا میں عالمگیر امن اور انسانی اخوت کے قیام کے لئے کوشاں ہے اور مشرق و مغرب کے اکثر ممالک میں اس کی شاخیں قائم ہیں۔ جماعت احمدیہ جس عالمگیر امن اور انسانی اخوت کی طرف دنیا کو دعوت دے رہی ہے وہ اسلام کے انتہائی ارفع و اعلیٰ اصولوں پر مبنی ہے۔ یہ اصول وضاحت کے ساتھ قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ یہی وہ پیغام ہے جس کی اشاعت جماعت احمدیہ اپنے مقدس امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت ساری دنیا میں کر رہی ہے۔ چنانچہ اسی غرض کے پیش نظر دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور اب تک تیرہ مختلف زبانوں میں تراجم مکمل ہو چکے ہیں۔ چینی عوام کے ساتھ انتہائی محبت و خلوص کے اظہار کے طور پر یہ تحفہ پیش کیا گیا ہے جو عالمگیر امن اور انسانی اخوت کے انتہائی ارفع و اعلیٰ اصولوں کی وضاحت پر مشتمل ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ پاکستان اور چین دونوں کے درمیان پائیدار دوستی قائم ہو جس کی بنیاد وزیر اعظم چین ہز ایکسی لنسی چو این لائی اور ہمارے وزیر اعظم جناب حسین شہید سہروردی کی متحدہ کوششوں سے پڑ چکی ہے۔

جماعت احمدیہ مدراس کے ایک وفد کی گورنر مدراس سے ملاقات

گورنر موصوف کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا گیا

جناب محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر آزاد نوجوان "مدراس" نے اطلاع دی ہے کہ "مورخہ ۱۲/۵۶ ۱۹ دن کے گیارہ بجے مدراس کے نئے گورنر مسٹر اے جے جان سے راج بھون (گورنمنٹ ہاؤس مدراس) میں جماعت احمدیہ مدراس کے ایک وفد نے ملاقات کی۔ وفد ذیل کے چار ارکان پر مشتمل تھا۔

(۱) مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس (۲) محمد کریم اللہ صاحب نوجوان (۳) علی محی الدین صاحب (۴) کمال الدین صاحب

تعارف اور ابتدائی گفتگو کے بعد گورنر صاحب نے جماعت احمدیہ کے مشن اور اس کے اغراض و مقاصد کے متعلق بہت سی باتیں دریافت فرمائیں۔ گورنر صاحب کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا گیا۔ اور آئندہ جماعت مدراس کے جلسہ عام کے افتتاح کے لئے درخواست کی گئی۔" (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اردن روسی ہتھیار نہیں خریدیگا

لنڈن ۲ جنوری۔ اردن کے وزیر اعظم جناب سلیمان نابلسی نے کل یہاں ٹائمز کے نامہ نگار کو ایک ملاقات میں بتایا کہ اردن روسی اسلحہ خریدنے کا "قطعی" کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ جناب نابلسی نے کہا اردن اپنے دفاع کے لئے ہتھیار ضرور خریدنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ مغربی طاقتوں سے ہتھیار خریدنے کو ترجیح دے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اردن اس بات کا بھی کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ کہ وہ روس سے اقتصادی امداد کی درخواست کرے۔

چو این لائی پیکنگ روانہ ہو گئے

نئی دہلی ۲ جنوری۔ چینی وزیر اعظم مسٹر چو این لائی گزشتہ رات نئی دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز پیکنگ روانہ ہو گئے پنڈت نہرو کے علاوہ تبت کے دلائی لامہ اور پنچن لامہ نے ہوائی اڈے پر ان کو الوداع کہا۔ یہ دونوں آجکل ہندوستان کے دورے پر نئی دہلی آئے ہوئے ہیں۔

دین محمد مستعفی ہو گئے

گوجرانوالہ ۲ جنوری۔ ایک اخباری اطلاع مظہر ہے کہ امور کشمیر کے مشیر شیخ دین محمد اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے خرابی صحت کی بناء پر استعفیٰ دیا ہے۔

ہیل سلاسی مصر کا دورہ کرینگے

قاہرہ ۲ جنوری۔ ایبے سینیا کے بادشاہ ہیل سلاسی نئے ۱۹۵۷ء میں شاہی دورے پر مصر آئیں گے۔ اس امر کا اعلان کل شاہ کے اے ڈی کیمپ نے صدر ناصر سے ملاقات کے بعد کیا۔

ایران کیلئے عالمی بنک کا قرضہ

تہران ۲ جنوری۔ کل یہاں ایرانی سینیٹ نے ایک بل منظور کر کے حکومت کو اختیار دیا کہ وہ عالمی بنک سے سات کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کا قرضہ حاصل کرے۔ یہ رقم ترقی کے سات سالہ منصوبے پر خرچ کی جائیگی۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۳ رجنوری ۱۹۵۷ء

دنیا روحانیت کی پیاسی ہے

آج دنیا روحانیت کی پیاسی ہے۔ اور وہ چشمہ جس سے یہ پیاس تسکین پا سکتی ہے۔ وہ سامنے ہوتے ہوئے بھی دنیا کی آنکھوں سے اوجھل ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ یہ چشمۂ آبِ صافی جن کے پاس ہے۔ وہ نہ تو خود اس سے سیراب ہوتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو سیراب ہونے دیتے ہیں۔ یہ چشمہ چشمۂ آبِ حیات ہے۔ جو ظلمات میں چھپا ہوا ہے۔ اور جو اس کے قریب ہیں۔ نہ وہ خود اس کو دیکھ رہے ہیں۔ اور دور والوں کو سراب نظر آتا ہے۔

موجودہ انسانی دورِ حیات میں یہ چشمہ سب سے پہلے ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کو دیا گیا۔ اسی وقت سے ابلیس اس کو انسان کی نگاہوں سے چھپانے کے لئے جتن کر رہا ہے۔ اور اپنی ابلیسیت کے تاریک پردے اس کے آگے تانتا چلا آیا ہے۔ دوسری طرف ان تاریک پردوں کو پھاڑنے والی آسمانی روشنیاں وقت بوقت چمکتی رہی ہیں۔ اور ماحول کو منور کرتی رہی ہیں۔ تاکہ پیاسے چشمہ کو پہچانیں۔ اور اس سے اپنا چلو بھر بھر کر پیئیں۔ اور پیاس بجھائیں۔ چنانچہ اربوں اربوں انسانوں نے اس سے پیا اور سیراب ہوئے۔

آج پھر انسان پیاس سے تڑپ اٹھا ہے۔ ابلیس نے اپنی تمام تاریکیاں اس چشمہ کو اوجھل کرنے کے لئے پھیلا دی ہیں۔ ہر طرف ظلمات ہی ظلمات ہیں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ انسان اسفل سافلین کے گڑھے میں گر گیا ہے۔ اس کو کچھ نظر نہیں آتا۔ آج پھر آسمانی روشنی کی ضرورت ہے۔ جو چمک کر اس چشمہ کے ماحول کو منور کرے۔ تاکہ انسان اس کو دیکھ لیں۔ اور اپنی پیاس بجھائیں۔

یہ آسمانی روشنی اپنی کامل قوتوں کے ساتھ آج سے تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہوا۔ فضاء میں چمکی۔ ایک دنیا نے اس کی لو میں چشمہ کا سراغ پالیا۔ اس سے پیا اور سیراب ہوئی۔ لیکن ابلیس تاک میں لگا رہتا ہے۔ اس نے پھر ماحول کو تاریک کرنے کے لئے اپنے پردے ڈالنے شروع کئے۔ اور آج جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ تمام دنیا پر پھر ظلمات محیط ہو گئی ہے۔ عام نگاہوں سے وہ چشمہ اوجھل ہو چکا ہے۔ اور انسان پیاس سے تڑپ اٹھا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ چشمہ جن کے پاس ہے۔ وہ نہ تو خود اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو اس سے سیراب ہونے دیتے ہیں۔ مگر

یہ آخری روشنی اپنی پوری قوتوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہو چکی ہے۔ اب ابلیس ہزار اپنی ظلمتیں پھیلائے۔ دبیز سے دبیز پردے اس پر ڈالے۔ یہ اب بالکل دب نہیں سکتی۔ شعاعیں اس کے پردوں کو پھاڑ پھاڑ دیتی ہیں۔ اور پیاسی روحیں چشمہ کا نظارہ کر لیتی ہیں۔ لیکن بے یقینی جو ایک ابلیسی پردہ کی قسم ہے۔ انہیں یہ چشمہ سراب کی صورت میں دکھاتی ہے۔ اس کے باوجود حقیقی چشمہ کو پالینے کی تمنا بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کیونکہ دنیا روحانیت کی پیاسی ہے۔ چنانچہ دانشمندانِ مغرب بھی جو دانستہ یا نادانستہ آج سب سے بڑے ابلیس کے آلۂ کار ہیں۔ اس چشمہ کے متلاشی ہیں۔ وہ بھی روحانی پیاس سے تڑپ اٹھے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے بڑے بڑے کنوئیں کھود ے۔ مصنوعی جوہڑ تیار کئے ہیں۔ لیکن پیاس کم ہونے کی بجائے بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ سب سے بڑا کنواں جو انہوں نے کھودا وہ سائنس ہے۔ اس کنوئیں سے انہوں نے مادہ پرستی کی بے شمار نہریں نکالیں۔ اور بے شمار جوہڑ بھرے۔ علوم و فنون کے سینکڑوں ہزاروں مصنوعی جوہڑ بنائے۔ مگر پیاس ہے کہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ پیاس روحانیت کی پیاس ہے۔ جو صرف آسمانی پانی سے ہی بجھ سکتی ہے۔ زمینی چشمے اس کو نہیں بجھا سکتے۔ جب تک کہ ان میں آسمانی پانی نہ ملایا جائے۔ اس لئے اب دانشمندانِ مغرب بھی زمینی چشموں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ مگر تعجب ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے پاس روحانی چشمہ ہے۔ وہ خود مایوس ہیں۔ کیونکہ ان کی آنکھوں پر بھی مغربی دانشمندی کی تاریکیاں چھا رہی ہیں۔ وہ خود بھی اس چشمہ سے مستفید ہونے سے معذور ہو چکے ہیں۔ وہ چشمہ جو انہیں اس لئے دیا گیا تھا۔ کہ خود بھی اس سے سیراب ہوں۔ اور دوسروں کو بھی اس سے سیراب کریں۔ آج ان کی آنکھوں سے بھی اوجھل ہے۔ اور وہ بھی مغربی دانشمندوں کے مصنوعی کنوؤں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

روحانی چشمہ موجود ہے۔ لیکن ابلیس نے آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ دنیا اسے بجلی کے قمقموں سے دیکھنا چاہتی ہے۔ حالانکہ آسمانی روشنی کے بغیر وہ نظر نہیں آ سکتا۔ ضرور ہے۔ کہ آج آسمانی روشنی پھر ان پردوں کو چاک کر دے۔ تاکہ آنکھیں چشمہ کو دیکھیں اور پیاسے اپنی پیاس بجھائیں۔

جماعت احمدیہ کو یقین ہے۔ کہ اس نے وہ روشنی از سرِ نو پالی ہے۔ جو آج سے تیرہ سو سال پہلے آسمان سے اتری تھی۔ وہ اسی روشنی کی شمع لے کر نکلی ہے۔ تاکہ دنیا کے کناروں تک اسے پہنچائے۔ اور دلوں کی بجھی ہوئی قندیلوں کو از سرِ نو روشن کر دے۔ یہاں تک کہ دنیا کی فضائیں نور سے بھر جائیں۔ اور تاریکیوں کے پردے پھٹ جائیں۔ اور ساری دنیا کو روحانیت کا وہ چشمہ نظر آنے لگے۔ جس سے پی پی کر وہ اپنی پیاس بجھا سکتی ہے۔ کیونکہ آج دنیا روحانیت کی پیاسی ہے۔

یہ ہے جس کے لئے جماعت احمدیہ کھڑی ہوئی ہے۔ وہ لوگ جو اس کے مخالف ہیں۔ سن لیں۔ اسے نہ دنیا کی دولت درکار ہے نہ حکومت۔ اس لئے وہ کسی کی حریف نہیں ہے۔ بلکہ سب کی خیر خواہ ہے۔ وہ اس کے سوا کچھ نہیں چاہتی۔ کہ دنیا کی تمام روحیں اس روشنی سے حصہ پائیں۔ جو اس نے دیکھی ہے۔ وہ آسمانی پانی سے سیراب ہوں۔ اور ہمیشہ کی زندگی پائیں۔ وہ اس مقصد کے لئے جیتی ہے۔ اور اس کے لئے قربانیاں دیتی ہے۔ اپنے مالوں کی اور اپنی جانوں کی قربانیاں دیتی ہے۔ اس کے لئے وہ دنیا سے کسی اجر کی خواہشمند نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنا اجر اسی کو سمجھتی ہے۔ کہ جو امانت اس کے سپرد کی گئی ہے۔ وہ اس کے اہلوں کو سونپ دے۔ اس کا اجر وہ ربّ العالمین ہے جس نے فرمایا ہے

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددنٰہ اسفل سافلین الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات۔

جماعت احمدیہ اس لئے کھڑی ہوئی ہے۔ کہ وہ انسان کو اس مقصد کی طرف توجہ دلائے۔ جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

ما خلقت الجنّ والانس الا لیعبدون۔

ہمارا ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس مقصد کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور ہم نے علیٰ وجہ البصیرت اس مقصد کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ ہمیں اس پر حق الیقین حاصل ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسے نشان دیکھے ہیں۔ کہ ہمیں حق الیقین حاصل ہے۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ اس کو ہماری گستاخی نہ سمجھیں۔ آپ بے شک ہمیں دیوانہ سمجھیں۔ لیکن یقین کریں کہ ہم ملمع سازی کی باتیں نہیں کہہ رہے۔ نہ ہم کسی کو دھوکہ یا فریب دینے کے لئے ایسا کہہ رہے ہیں۔ سوچیئے آخر فریب اور دھوکے کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ اگر ہم دھوکا باز ہیں۔ یا فریبی ہیں۔ تو ہمارا دھوکہ اور فریب ہمیشہ تک نہیں چل سکتا۔ یہ کسی نہ کسی دن آپ کھل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جس کے نام پر نعوذ باللہ ہم دھوکا یا فریب دیتے ہیں۔ وہ بڑا غیور ہے۔ وہ اس کو نہیں چلنے دے گا۔

اس وقت تک ہم پر یقین کریں۔ انسانیت کا یہی تقاضا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں۔ کہ ہم وہی کہہ رہے ہیں۔ جو ہم محسوس کرتے ہیں۔ ہماری زبان اور ہمارے دل یکساں ہیں۔ آپ بیشک سمجھ لیں کہ ہمیں دھوکا لگا ہوا ہے۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے۔ مگر خدا کے لئے ہماری دیانت پر حملہ نہ کیجئے۔ یہ اس لئے کہ یہ بات آپ کو ہی گنہگار کرتی ہے۔ کسی کا دل پھاڑ کر دیکھا نہیں جا سکتا۔ صرف عالم الغیوب ہی دلوں کی حالتوں کو جان سکتا ہے۔ اس لئے دلوں کی حالتوں کو جاننے والے خود نہ بنئے۔ ہماری بات پر اعتبار کیجئے۔ اس سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دیجئے۔ ہمارا خدا جانتا ہے۔ کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ اپنے اور آپ کے فائدہ کے پیشِ نظر کرتے ہیں۔ ہم کسی کے حریف نہیں ہیں۔ ہم صرف توحید باری تعالیٰ اور رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ ہماری جدوجہد کی اس سے زیادہ کوئی غرض نہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔ ہم اپنی سی کئے جائیں گے۔ ہر مشکل کے سامنے کئے جائیں گے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہیں روک سکتی۔ ہم روشنی پہنچا کر ہی رہیں گے۔ دنیا کو وہ چشمہ آبِ حیات دکھا کر ہی رہیں گے۔ جس سے وہ اپنی پیاس بجھائے گی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

اہلی زندگی کے متعلق اسلامی تعلیم

تقریر مکرم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے

برموقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

محترم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے نے یہ تقریر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء کے پہلے اجلاس میں فرمائی۔ (ادارہ)

اہلی زندگی کا مفہوم

اہلی زندگی کا مفہوم ذرا وسیع ہے۔ اس میں گھر کے سبھی لوگ شامل ہیں یعنی نہ صرف قریبی رشتہ دار بلکہ دور کے رشتہ دار اور ملازم وغیرہ سب جو ایک گھر میں رہتے ہوں۔ اور جن کا ایک نگران ہو۔ یہ اہلی زندگی کا ایک محدود مفہوم ہے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے اس میں والدین اور ان کے بیٹے بیٹیاں شامل ہیں۔ اسے عائلی زندگی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ عائلہ کنبے کو کہتے ہیں۔ انگریزی میں فیملی کہتے ہیں۔ اور فیملی کا مفہوم بھی کبھی کم اور کبھی زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ علمی اور تمدنی اور قانونی مسائل جب زیر بحث ہوں تو فیملی یا اہل یا عائلہ سے مراد بالعموم ماں باپ اور ان کی اولاد مراد ہوتی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ اس میں اسلامی اور عیسائی (اور عیسائیت کی کتب سے) یورپین محاورہ بھی یہی ہے کہ جب فیملی کا لفظ کوئی استعارہ نہ ہو۔ تو اس سے صرف ماں باپ اور ان کی اولاد کو گویا ایک یونٹ قرار دیا جاتا ہے÷

فیملی کا مفہوم

فیملی کا مفہوم جب استعارۃً لیا جائے۔ تو بہت ہی وسیع ہو جاتا ہے۔ فیملی سے پوری قوم بھی مراد ہو سکتی ہے اور ملک سے بھی مراد ہو سکتا ہے۔ بلکہ سارے بنی نوع انسان کو بھی فیملی کہہ سکتے ہیں اور ہر چند کہ یہ مفہوم بہت وسیع ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ قانون اور تمدن کے تعلق میں یہ مفہوم نہیں لیا جاتا۔ اس وسیع مفہوم سے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ فیملی بمعنی قوم یا بنی نوع انسان اور فیملی بمعنی عائلہ یعنی ماں باپ اور اولاد ان دونوں معانی میں کچھ شباہت ضرور ہے۔ اور وہ شباہت نفسیاتی ہے۔ یعنی نفسیاتی تعلقات کے لحاظ سے ایک کنبے ایک عائلے ایک گھر اور پوری قوم بلکہ بنی نوع انسان کے مجمعے کے درمیان ایک شدید مشابہت ہے۔ قوم بھی ایک وحدت اور ایک قیادت کی وجہ سے قوم بنتی ہے۔ اور فیملی بھی ایک نگران اور ایک رکن اعلیٰ کی وجہ سے بنتی ہے۔ قوم کی وحدت اور اس کا اتحاد بھی ایک عہد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور کنبے کی وحدت اور اس کا اتحاد بھی ایک عہد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ دونوں عہد نہایت نازک لیکن نہایت اہم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نتیجہ میں اور ان کی بنیادوں پر ایک بہت بڑی عمارت کھڑی کی جانے والی ہوتی ہے۔ اور اس عہد میں ذرا سی خیانت بھی اسے سخت کمزور کرنے والی ہوتی ہے۔ شاید اسی لئے عائلی زندگی اور اسے استوار بنانے کے اصول اور پھر قومی وحدت اور قومی نظام کی استواری کے اصول۔ قرآن شریف میں ایک ہی جگہ یعنی سورۂ نور میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ اور دونوں مضامین کو آپس میں ایسا ملایا گیا ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ کہاں ایک مضمون ختم اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔ ان دونوں مضامین کے ایک ہی جگہ بیان کرنے کی یہ وجہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ قومی نظام کو مضبوط اور صحت مند بنانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس نظام کی اینٹیں مضبوط اور طاقت والی اور زندگی کے جھٹکوں اور صدموں کو برداشت کرنے والی ہوں ہر عمارت کی اینٹ ہوتی ہے۔ اور عمارت کی طاقت کا انحصار منجملہ اور باتوں کے اس اینٹ یعنی اینٹ کی کوالٹی اور اس کی طاقت پر ہے۔ بلکہ عمارت کی طاقت کا انحصار اینٹ پر زیادہ اور باقی باتوں پر کم ہے۔ قوم کے خیالات اور افکار اس کے جذبات اس کی آئندہ کے متعلق امنگیں اور امیدیں۔ ابھرنے والی نسلوں کے دلوں اور دماغوں میں کیسے پیدا کی جاتی ہیں؟ اسی فیملی کے ذریعہ ایک فیملی میں یا ایک کنبے میں ماں باپ اور اولاد کے بچے اٹھتے بیٹھتے۔ کھاتے پیتے۔ رات کو آرام کرتے ان چیزوں کا ورد کرتے ہیں اگر باقاعدہ ورد نہ بھی کرتے ہوں۔ تو بھی ان کی روزمرہ کی زندگی ایک ایسا ماحول پیدا کر دیتی ہے۔ کہ قوم جن خیالات کو آنے والی نسلوں کے دلوں اور دماغوں میں داخل کرنا چاہتی ہے۔ وہ شعوری طور پر نہیں تو لاشعوری طور پر داخل ہوتے رہتے ہیں۔ گویا قومی اسباق کا مدرسہ یہی گھر اور یہی فیملی کا ماحول ہے۔ اگر ہر فیملی میں پیدا اور پلنے والے بچے اچھے دماغ اور اچھے دل اور اچھا کردار لے کر بڑے ہوں گے۔ تو قوم بھی اچھے دماغ۔ اچھے دل اور اچھے کردار والی بن جائے گی۔ اگر بچے اپنے اس اول طبعی مدرسے سے دلوں میں نفرت یا شکست یا حسد یا عداوت یا بغض یا کوئی اور ذہنی بیماری یا پستی لے کر بڑے ہوں گے۔ تو وہ اسی حد تک قوم کو بھی پست اور کمزور بنا دیں گے۔ گویا قوم کی آئندہ نسلوں کی سکھلائی کا طبعی سکول یہی اہلی زندگی ہے جس پر قوم کے بالغوں اور بڑوں کے کردار کا یعنی کل قوم کے کردار کا دارومدار ہے÷

اسلام اور اہلی زندگی

اسلام نے اہلی زندگی کو خود اس کے اہل کے لئے خوشگوار اور قوم کے لئے مفید بنانے کے لئے کئی اصول قائم کئے ہیں۔ اور ایک جہت سے نہیں کئی جہات سے اسے محفوظ اور اپنے مقصد میں کامیاب بنانے کا انتظام کیا ہے۔ مثلاً کنبے کی بنیاد نکاح کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔ شاید ہی کسی اور مذہب یا کسی اور ضابطہ قانون نے اس تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہو۔ جو تفصیل کہ اسلام میں پائی جاتی ہے اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام نے تمدن کی اس ضرورت کو کتنا اہم اور کتنا صحیح سمجھا ہے۔ اور تعلیموں نے تو اسے اہم ہی نہیں سمجھا۔ بلکہ ایک حد تک اس کی اہمیت کو کمزور۔ مثلاً عیسائیت نے قوم کے بزرگوں اور نیک لوگوں کے لئے نکاح کو مفید نہیں کہا۔ اس کو ادنیٰ درجہ دے کر اس کی اہمیت کو گرایا ہے۔ اسلام نے اس کی تلقین کی ہے۔ گویا تھم یہ بھی کہا ہے۔ کہ جو اس ذمہ واری کو نہیں اٹھا سکتے۔ وہ انتظار کریں۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ ان کے لئے ضروری شرائط کو پورا نہ کر دے÷

نکاح کے اصول

پھر نکاح کے اصول بیان کئے ہیں۔ مثلاً کہ لڑکی کا کوئی ولی ہو۔ وہ اس عقد میں ضرور شامل ہو۔ لڑکا مناسب رقم مہر کی مقرر کرے۔ نان نفقہ کا ذمہ وار ہو۔ پھر پردے کا حکم ہے۔ جس سے یہ عائلی نظام محفوظ ہوتا ہے۔ اور ان وساوس سے بچتا ہے۔ جن سے اس عہد کے متعلق اکثر بد اعتمادی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ پھر اگر خدانخواستہ اس عہد میں کوئی ایسا رخنہ پیدا ہو جائے جس کا علاج نہ ہو سکتا ہو۔ تو اسے باحسن ختم کرنے کا طریق بھی بتایا گیا ہے تعدد نکاح کی مرد کو اجازت دی ہے۔ لیکن ساتھ اس کی غرض بھی بتائی ہے اور اس کی شرائط بھی بیان کر دی ہیں پھر نکاح کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہو اس کے حقوق وراثت بیان کئے ہیں اور باقی پسماندگان کے حقوق بھی بیان کئے ہیں۔

پھر عقد نکاح کے ختم ہونے کی صورت میں یا خاوند یا بیوی کے بے وقت فوت ہو جانے کی صورت میں بچوں کی پرورش کا جو مشکل مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رشتہ داروں کا آپس میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ کون بچہ کس کے حوالے کیا جائے۔ اس کے متعلق بھی ہدایات دی ہیں اور پھر یہ کہ اس وجہ سے کہ انسانی معاملات سارے قانون کے ذریعے ہی حل نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی اس طرح انہیں حل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح انسان کی طبعی آزادی جو گویا اس کا اصل جوہر ہے۔ اور اس کی پیدائش کی غرض اس میں پوشیدہ ہے۔ وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے قانون اور دستور بیان کرنے کے علاوہ اسلام میں تلقین اور نصیحت کا طریق بھی اختیار کیا گیا ہے۔ اور ساری قوم اور ساری سوسائٹی کو مخاطب کیا گیا ہے؟ اور اسی طرح ساری قوم کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ کہ وہ عائلی زندگی کی بنیادوں کو استوار رکھیں۔ اور فریقین کے حقوق

کا خیال رکھیں۔ اور جہاں دلیل کی ضرورت ہو۔ وہاں دلیل سے جہاں پیار سے کام چلتا ہو۔ وہاں پیار سے اور جہاں دباؤ کی ضرورت ہو۔ اور دباؤ کی گنجائش ہو وہاں دباؤ سے لوگوں کی اصلاح کرتے رہیں۔ لیکن افراد کی آزادی بہر حال قائم رہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں نے انسان کو اپنی صورت اپنے نقشے پر ایک با اختیار وجود بنایا ہے۔ اس کے سارے کام مجبوری سے نہ ہوں۔ بلکہ اس کے اپنے اختیار سے ہی ہوں۔ تا اسے ثواب کا موقعہ ملتا رہے۔ تا بنی نوع انسان مجموعی طور پر ترقی کرتے رہیں۔ تا انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنتا رہے۔ اور یہی غرض اس کی پیدائش کی ہے۔

اسلام کا ایک بہت بڑا امتیاز

اتنی تفصیلی تعلیم اور اتنا طویل و عریض دستور خود ایک بہت بڑا امتیاز ہے۔ لیکن جب اس دستور کے محاسن پر غور کرتے ہیں۔ تو اس کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

اول تو تاریخی حیثیت سے دیکھئے۔ اسلام سے پہلے باوجود کئی مذاہب اور کئی آسمانی تعلیموں کے اہلی زندگی کی کیا حالت تھی؟

عورت کو ایک ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ اس کی کوئی قانونی اور اخلاقی حیثیت نہ تھی۔ جب تک اس کا میاں اسے پسند کرتا۔ اسے اپنے پاس رکھتا۔ جب چاہتا۔ چھوڑ دیتا۔ نہ رکھنے کی شرائط ہوتیں نہ چھوڑنے کی۔ اگر وہ میاں مر جاتا۔ تو میاں کے رشتہ دار جیسے چاہتے اس عورت سے سلوک کرتے۔

عورت پر روزی کمانے کی ذمہ داری بھی ڈال دی جاتی۔ اور اس کی کمائی ہوئی دولت بھی اس کی نہ سمجھی جاتی۔ بلکہ اس کے بھائیوں کی سمجھی جاتی۔ یا اس کی دولت پر پورا تصرف اس کے خاوند کا ہوتا۔ بعض سوسائیٹیوں میں شادی بیاہ کا بھی کوئی مستقل نظام نہ تھا۔ خود عرب میں اس لحاظ سے ایسی بے راہ روی پائی جاتی تھی۔ کہ حیرانی ہوتی ہے۔ اسلام نے آکر تھوڑے سے عرصہ میں کس طرح اس پریشان اور اخلاق سوز اور ہر طرح سے پست تمدن کو (اگر اسے تمدن کہا بھی جائے) ایک پاک اور مضبوط اور نسلِ انسانی کو ہر طرح اور ہر جہت سے ترقی دینے والا تمدن بنا دیا۔ نکاح کے قواعد بنائے۔ عورت کے حقوق کو قائم کیا۔ اس کو اپنی دولت کا مالک قرار دیا۔ اسے ورثہ میں حصہ دلایا۔ طلاق میں برابری کا درجہ دیا۔ اور ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں اس کے حقوق محفوظ کئے۔ پردہ کا حکم دیا۔ اور مرد اور عورت دونوں پر پردے کی ذمہ داری ڈالی۔ تاکہ فیملی کا نظام پاکیزہ اور صحت مند بنیادوں پر استوار ہو۔

اسلامی تعلیم تمام دیگر ضابطوں سے افضل ہے

اسلام کی تعلیم قبل از اسلام تعلیموں اور ضابطوں سے تو افضل تھی ہی۔ پر ان ضابطوں سے بھی افضل ہے۔ جو بعد میں دنیا میں رائج ہوئے۔ ان میں متعدد ایسے ہیں۔ جنہوں نے بہت بعد میں آکر ان حقوق کو تسلیم کیا ہے۔ جنہیں اسلام نے بہت پہلے تسلیم کر لیا اور قائم کر دیا تھا۔ مثلاً حق ملکیت اکثر یورپین قوموں نے گذشتہ ساٹھ ستر یا سو سال کے اندر اندر تسلیم کیا ہے۔ طلاق کی مطلق اجازت نہ تھی۔ اور اس سے اخلاق پر اور عورت کے حقوق پر جو ضرب لگتی ہے۔ اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ پھر فطرت صحیحہ سے مجبور ہو کر تمدن کی اس ضرورت کو منظور کیا لیکن ادھورے طور پر۔ مثلاً یہ کہ اسلام نے طلاق کی وجوہ پر کوئی قید نہیں لگائی۔ ہاں جو فریق اس میں پہل کرے۔ یا initiative لے۔ اس کے راستے میں کچھ روکیں ضرور ڈالی ہیں۔ تاکہ طلاق ایک کھیل نہ بن جائے۔ ان روکوں کے علاوہ وجوہ طلاق کی تعیین نہیں کی۔ دوسرے دنیاوی ضابطوں میں اکثر وجوہ طلاق پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ملک میں فحش کی اشاعت ہوتی ہے۔ اور فریقین کو جھوٹی اور بناوٹی باتیں بنانے کی تحریک ہوتی ہے۔ اسلام میں خاوند کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے۔ لیکن طلاق۔ طلاق نہیں ہوتی۔ جب تک اسے کم از کم تین ماہ پر نہ پھیلایا جائے۔ اور ہر ماہ فریقین کے بزرگ رشتہ داروں کو اس کے روکنے کا پورا پورا موقعہ نہ مل جائے۔ گویا اس تلخ اقدام کو روکنے کے لئے انسانی کوشش کو پورا موقعہ دیا جاتا ہے۔ پھر جب طلاق ہو جائے۔ تو اس سے رجوع بھی روک دیا گیا ہے۔ یا اسے مشکل بنا دیا گیا ہے۔ تا یہ سلسلہ کھیل نہ بن جائے۔ اور خوب سوچ سمجھ کر اس میں قدم اٹھایا جائے۔ عورت کو بھی طلاق کا حق دیا گیا ہے۔ لیکن عورت کی فطری کمزوری اور اس کے باقی مجموعی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ صورت رکھی گئی ہے۔ کہ وہ طلاق کی درخواست عدالت میں دے۔ مرد اگر طلاق میں پہل کرے۔ تو اسے مہر چھوڑنا پڑتا ہے۔ عورت اگر درخواست دے۔ تو اسے بھی مہر چھوڑنا پڑتا ہے۔ لیکن عدالت میں اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ عورت طلاق کی درخواست مرد کے ظلم سے مجبور ہو کر دے رہی ہے تو اسے مہر بھی مل جاتا ہے۔ اور اگر وہ لے چکی ہے۔ تو معاف کیا جاتا ہے۔

ورثہ میں عورت کا حق

اسی طرح ورثہ میں عورت کا حق چاہے وہ بیٹی ہو یا بیوی ہو۔ یا ماں ہو یا بہن ہو تسلیم کیا گیا ہے۔ بے شک عورت کا حق مرد سے کم رکھا گیا ہے۔ لیکن تمدنی توازن کے لحاظ سے یہی درست ہے۔ کیونکہ سارے کنبے کے گذارے کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر رکھی ہے۔ نہ کہ عورت پر۔ پردے میں بھی مرد عورت برابر کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ نیچی نگاہوں کا حکم دونوں کے لئے ہے۔ ہاں عورت کا دائرہ چونکہ گھر ہے۔ اور باہر کاروبار کی دنیا میں شاذ کے طور پر آتی ہے۔ اس لئے باہر نکلتے وقت اس کو اپنا جسم ڈھانکنے کی صورت میں ذرا زائد ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ لیکن اس میں بھی آنکھ اور اس کے قریب کے حصہ کو ڈھانکنے کی ضرورت نہیں تاکہ راستہ نظر آتا رہے۔ اور اور بھی ضروری استثنیات بیان کر دی ہیں۔ تاکہ پردہ ایک مصیبت نہ بن جائے۔ بلکہ ایک معقول ضرورت کو پورا کرنے والا ہو۔

چند خاص امتیازات

اگر غور کیا جائے۔ تو اسلامی تعلیم کے چند امتیازات ایسے ثابت ہوتے ہیں۔ جو اسے باقی تعلیموں اور ضابطوں سے نمایاں کر دیتے ہیں۔

اول یہ کہ اسلامی تعلیم میں وسطی طریق کو اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً فیملی کا نظام ہی لے لیا جائے۔ باقی تعلیموں اور ضابطوں میں ہمیں افراط اور تفریط کا نظارہ نظر آتا ہے۔ ہندوؤں نے جائنٹ فیملی کا طریق ایجاد کیا۔ جو بہت ہی وسیع ہے۔ اور دور دور کے رشتہ داروں کو اس میں شریک کیا جاتا ہے۔ جس میں ملکیت افراد کی نہیں بلکہ فیملی کی ہوتی ہے۔ لیکن نگران اور اسے مالک بھی سمجھ سکتے ہیں۔ فیملی کا کوئی سب سے بڑا اس کے مرنے پر اس کا سب سے بڑا بیٹا مختار ہوتا ہے۔ اس کی خوبی یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اس سے کمزور سے کمزور اور نالائق سے نالائق رشتہ داروں کو کھانے پینے کے لئے فیملی کی دولت سے حصہ ملتا رہتا ہے۔ ہندو اس سسٹم کو ایک قسم کا سوشلزم بتاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں اس سے ایک خاندان کے کمزور افراد کو قدرت کی تقسیم سے جو تکلیف ہو سکتی ہے۔ اس سے بچایا گیا ہے۔ اور خاندان کے اتحاد کو قائم کیا گیا ہے۔ امیر رشتہ دار مجبور ہیں۔ کہ اپنے غریب رشتہ داروں کو اپنے اموال سے حصہ دیں۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے۔

لیکن یہ نظام ہے۔ افراط کی مثال۔ جب فیملی کے نظام کو اس قدر وسیع کر دیا جائے تو اس کے افراد کی شخصیت ضرور ماری جاتی ہے۔ دولت ضرور جمع ہو جاتی ہے۔ اور افراد (یعنی اس کنبے کے افراد) ضرور محفوظ ہو جاتے ہیں۔ لیکن فرد کی آزادی پر ضرورت سے زیادہ پابندی لگا دی جاتی ہے۔ اور انسانوں کی وسیع تر برادری میں وہ اپنی مرضی اور اختیار کے مطابق حصہ نہیں لے سکتے۔ چندے نہیں دے سکتے۔ قربانی نہیں کر سکتے۔ اگر ان کے خیالات اور عقائد میں کچھ تبدیلی واقع ہو جائے۔ اور ہو سکتا ہے یہ تبدیلی خود ان کے لئے اور ان کی قوم اور ملک کے لئے مفید ہو تو اسے اختیار کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جائنٹ فیملی نے ان کو بری طرح جکڑ رکھا ہوتا ہے۔ اس نظام کو سوشلزم کہنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ سوشلزم تو سب انسانوں میں مساوات قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جائنٹ فیملی سسٹم صرف ایک فیملی میں مساوات قائم کرتا ہے گویا یہ سسٹم دونوں طرح سے انسانی ترقی اور انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ نظام کے فوائد صرف ایک فیملی میں محدود کر دیتا ہے۔ اور افراد کی حیثیت اور ان کی شخصیت کو کچل دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندوؤں میں نئے خیالات یا تو قبول ہی نہ ہوتے تھے یا جب سے کہ ہندوستان میں ترقی کی رو چلی ہے۔ یہ سسٹم بالکل ہی ختم ہو رہا ہے۔

دوسری طرف یورپ کے رجحانات ہیں۔ جو باوجود عیسائی تعلیم کے (جس میں فیملی کے نظام کو مانا گیا ہے۔ اور اس کو ایک حد تک استوار کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے) یورپ میں (اور یورپ کے اثر کے ماتحت باقی دنیا میں) فیملی کے نظام کو کمزور کر رہے ہیں۔ (باقی)

اعانت الفضل اور درخواست دعا

محترمہ بیگم صاحبہ شیخ مسعود احمد رشید صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنگ انجینئر (انہار) نے اپنے بیٹے شیخ سعید احمد رشید صاحب ڈی ای این ریلوے الیسٹ پاکستان کی شادی اور اپنے دوسرے بیٹے شیخ جمیل احمد صاحب رشید (آف جمیل جی برادرز ملتان چھاؤنی) کے ہاں پہلے بچے کی ولادت کی تقریب پر دس روپے بطور اعانت الفضل دیئے ہیں۔ جزاہا اللہ تعالیٰ۔

احباب شادی کے بابرکت ہونے اور نومولود کی درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ محترمہ بیگم صاحبہ موصوفہ کی طبیعت بھی ناساز رہتی ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کی مختصر روئیداد

دوسرا اجلاس منعقدہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۶ء

11

مقام حدیث

مورخہ ۲۶ر دسمبر کو نماز ظہر اور عصر کے بعد جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر پڑھائیں۔ جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس خان بہادر چوہدری نعمت اللہ خان صاحب کی زیر صدارت دو بجے بعد دوپہر کے قریب شروع ہوا۔ آغاز کار مبشر احمد صاحب نے تلاوت کی بعدہ مکرم مولوی عبد المالک خانصاحب مربی سلسلہ مقیم کراچی نے "مقام حدیث" کے موضوع پر ایک نہایت مبسوط تقریر کی۔

ہدایت کے تین اہم ذرائع آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت ارفع اور اعلےٰ مقام کو واضح کرنے کے بعد بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارفع و اعلےٰ مقام کے پیش نظر تمام بنی نوع انسان میں خواہ وہ پہلے ہوں یا پچھلے آپ کے عملی نمونہ اور ارشادات کو وہی مقام حاصل ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے کلام کے بعد کسی کلام کو حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس امر کو واضح کیا کہ احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہونا اور ان سے رہنمائی حاصل کرنا ہمارے لئے از حد ضروری ہے۔ لیکن احادیث کا درجہ قرآن مجید اور سنت نبوی کے بعد ہے۔ آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں ثابت فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مشن تین حصوں پر مشتمل تھا۔ اول کلام الہیٰ کی تعلیم و تبلیغ دوم کتاب الہیٰ کی تعمیل کرکے عملی نمونہ قائم فرمانا۔ جس کو سنت کہتے ہیں۔ سوم احکام الہیٰ کی حکمت واضح کرنا یعنی ایسے مسائل بیان کرنا جو براہ راست عملی رنگ سے زیادہ اجتہادی رنگ رکھتے ہوں اور ایک طرح سے انہیں کتاب اللہ کی شرح کی حیثیت حاصل ہو۔ ہدایت کے اس حصہ کو روایت کا نام دیا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا مسلک اس امر کو مزید واضح کرنے کے لئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "کشتی نوح" سے حسب ذیل اقتباس پڑھ کر سنایا۔ اس میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں نے سنا ہے کہ بعض تم سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں۔ میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں جو کہ تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن ہے۔ دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے یعنی وہ پاک نمونہ جو آنحضرت صلعم نے اپنے فعل و عمل سے دکھلایا مثلاً نماز پڑھ کر دکھلائی کہ یوں نماز چاہیے اور روزہ رکھ کر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہیے اس کا نام سنت ہے۔ یعنی روش نبویؐ جو خدا کے قول و فعل کے رنگ میں دکھلاتے رہے۔ سنت اس کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے یعنی جو آپ کے بعد اقوال جمع کئے گئے۔ اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے۔ کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں۔ لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اسکو یقینی کر دے گی۔"

(کشتی نوح)

دوران تقریر میں احادیث کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ مسلک کو مزید واضح کرنے کے لئے آپ نے حضور علیہ السلام کا حسب ذیل تاکیدی ارشاد بھی پڑھ کر سنایا:۔

"ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنےٰ درجے کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اسکو ترجیح دیں۔"

(ریویو بر مباحثہ چکڑالوی)

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم مولوی صاحب نے فرمایا حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ احادیث کے مقام کی توضیح کی جاتی کیونکہ اس دور میں احادیث کے بارے میں لوگوں نے افراط و تفریط کی راہیں اختیار کر رکھی ہیں۔ چنانچہ ایک فریق نے یا تو احادیث کا سرے سے انکار کر دیا ہے یا وہ ان کی افادیت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مخصوص سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف ایک طبقہ ایسا بھی ہے۔ جو اس حد تک آگے نکل گیا ہے کہ اس نے احادیث کو کلام اللہ پر قاضی ٹھہرا رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس زمانہ میں حکم اور عدل کی حیثیت سے مبعوث ہوئے مقام حدیث سے متعلق صحیح مسلک دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔

بعدہٗ مکرم مولوی صاحب نے قرآن مجید کی متعدد آیات پیش کر کے احادیث کی افادی حیثیت اور ان کا مطاع ہونا ثابت کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں واضح کیا کہ احادیث سے انکار ایک طور سے قرآن شریف کا بھی انکار ہے۔

منکرین احادیث کی طرف سے احادیث نبوی کے مطاع ہونے پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ تقریر کے آخر میں مکرم مولوی صاحب نے ان کا بھی تفصیل سے جواب دیا۔

آپ کی یہ پُر مغز تقریر جو دو بجے بعد دوپہر شروع ہوئی تھی۔ پونے تین بجے سہ پہر تک جاری رہی۔

فیضان نبوت محمدیہ

مکرم مولوی عبد المالک خانصاحب کے بعد مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے "فیضان نبوت محمدیہ" کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے نبوت کی حقیقت اقسام نبوت اور نبوت محمدیہ پر نہایت فاضلانہ انداز میں روشنی ڈالی اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں نبوت محمدیہ کے فیضان کو ایسے دلکش انداز میں بیان فرمایا کہ جس سے سامعین مسحور ہوئے بغیر نہ رہے۔

تقریر کا آغاز کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "فیضان نبوت محمدیہ" کا موضوع جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ سے نہایت درجہ اہمیت کا حامل ہے۔ آنحضرت صلعم کے مقام فیضان کا حقیقی عرفان جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہوا اور آپ کے طفیل جس سے جماعت احمدیہ بہرہ ور ہوئی۔ اس کی بدولت جماعت احمدیہ کو تمام اسلامی فرقوں کے مقابلہ میں ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ اور اس الہیٰ جماعت کے قیام کی غرض و غایت بھی یہی ہے کہ دنیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارفع و اعلےٰ مقام اور آپ کی نبوت کاملہ تامہ کے بے پایاں فیضان سے آگاہ ہو اور آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنے آپ کو فلاح دارین کا وارث بنائے۔

آپ نے فرمایا سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے جس طرح اولین اور آخرین میں شرف اور بزرگی عطا کی ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے آپ کو فیضان میں بھی تمام انبیاء سے امتیاز عطا فرمایا اور قیامت تک کے لئے یہ قرار دیا کہ جو شخص نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نہیں آتا۔ اور آپ کی پیروی اور اتباع کی راہ اختیار نہیں کرتا۔ اس کو کوئی مقام بھی نہیں مل سکتا۔ نبوت محمدیہ اپنے ذاتی اور عارض وصف دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے کمال کے انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ اسی نقطۂ عروج کا نام ختم نبوت ہے۔ اور اسی نقطۂ عروج پر قائم ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھا گیا ہے۔ پس نبوت محمدیہ سے مراد ختم نبوت کا مقام ہے۔ جسے قرآن کریم میں دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی تمثیل سے ممثل کیا گیا ہے۔ اور یہ مقام اس امر کا مستلزم ہے کہ وصف نبوت میں نقطۂ عروج پر ہونے کی وجہ سے اس نبوت کا فیضان بھی بہت ارفع و اعلےٰ ہو۔ اور آپ کی پیروی کی برکت سے شرف مکالمہ و مخاطبہ الہٰیہ عطا ہو اور اس شرف کو حاصل کرنے والے اس شرف سے مشرف ہوتے ہوئے آپ کے ہی غلام اور امتی کہلائیں۔ فیضان نبوت محمدیہ کے اس مقام کی تائید میں آپ نے کثرت سے ائمہ سلف کے حوالے پیش کئے اور ثابت کیا کہ وہ بھی مقام ختم نبوت سے یہی مراد لیتے تھے۔ کہ آنحضرت صلعم کی ابوت روحانی کی نسبت سے بعض افراد امت کو مکالمہ و مخاطبہ الہیہ کا شرف مل سکتا ہے۔ اور آپ کی کامل اتباع اور پیروی کے طفیل اس شرف کا ملنا ہی آپ کے اس افاضۂ کمال پر دال ہے۔ جس میں ہرگز کوئی اور نبی شریک نہیں۔ فیضان نبوت محمدیہ کا یہی وہ بلند ترین مقام ہے جو صرف اور صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ مختص ہے۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

احباب کرام کے مخلصانہ جذبات

ذیل میں احباب کرام کے جذبات مخلصانہ کا دیا جانا ضروری سمجھا جاتا ہے تا دوسرے احباب بھی اسی طرح عمل پیرا ہوں۔

کوئٹہ کے ماسٹر محمد حسین صاحب سیکرٹری تحریک جدید حضرت اقدس کے حضور یہ رپورٹ پیش فرماتے ہیں۔

(۱) حضور! تحریک جدید دفتر اول کے ۲۸۰۰/- اور دفتر دوم کے ۴۰۰۰/- روپے کے وعدہ جات کی دو فہرستیں بھجوا دی گئی ہیں۔ دفتر اول کے چند افراد باقی رہ گئے ہیں۔ جو باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان کے واپس آنے پر وعدے لئے جائیں گے۔ البتہ دفتر دوم کے بہت سے دوست ابھی باقی ہیں جن کے وعدے لئے جا رہے ہیں۔

(۲) اس جمعہ میں حضور کا خطبہ جس میں حضور نے ۲۰ فیصدی تک وعدوں کا مطالبہ فرمایا ہے سنایا گیا۔ اب وعدہ جات میں اضافہ کی تحریک بھی کی جا رہی ہے۔

(۳) دراصل دفتر دوم والے بہت کم وعدہ کرتے ہیں۔ بہت ہی کم دوست ہوتے ہیں جن کا وعدہ ۵/- یا ۷/- سے زائد نہ ہو۔

(۴) یہاں کی جماعت کا میں نے حساب لگایا ہے تو مجھے معلوم ہوا کہ دفتر اول والوں کے وعدوں کی اوسط فی کس ۵۰/- کے قریب ہے اور دفتر دوم والوں کی اس کے مقابل میں ۱۴/- ہے۔ بہرحال کوشش جاری ہے۔

(۵) دفتر اول کی وصولی ۹۹ فیصدی اور دفتر دوم کی وصولی ۹۰ فیصدی کی ہے۔ باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ وصولی ہو جائے گی اور وعدے بفضل خدا گذشتہ سال کے سو فیصدی ادا ہوں گے۔ ہم سب حضور کی دعاؤں کے سخت محتاج ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر "جزاکم اللہ احسن الجزاء" اور دعا فرمائی۔

(۶) جڑانوالہ ضلع لائلپور سے مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی اپنے آقا کے حضور لکھتے ہیں۔ حضور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے خاکسار تحریک جدید کا وعدہ اعلان سے پہلے ہی پیش کر دیتا تھا۔ مگر اس سال بوجہ بیماری پیچھے رہ گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پیچھے رہ جانے میں بھی خاکسار کے لئے بھلائی کا سامان پیدا فرما دیا۔

گذشتہ سال خاکسار کا وعدہ ۱۵۰/- روپیہ وعدہ کے ساتھ ادا کیا تھا۔ اس سال خاکسار بالکل بےکار ہے عارضی طور پر کچھ کام ہوتا ہے۔ میرا لڑکا قریشی محمد اقبال احمد صاحب بھی سال بھر سے بےکار ہے وہ عیال دار آدمی ہے۔ سو ڈیڑھ ماہوار اس کی بھی مدد کرنی پڑتی ہے اس لئے میرا ارادہ تھا کہ بادل نخواستہ امسال کمی کر کے ایک صد روپیہ کا وعدہ کر دوں۔ لیکن

(۷) جب حضرت کا ارشاد فرمودہ خطبہ شائع ہوا تو خاکسار اپنے دل میں سخت نادم ہوا کہ دنیا کے کام تو چلتے ہی رہتے ہیں پھر کیوں دین کے کام میں کمی کی جائے (جو سینکڑوں سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ عطا فرمایا ہے) جس کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک چار دانگ عالم میں اشاعت اسلام کے جھنڈے گاڑے جا رہے ہیں۔ لہٰذا یہ عاجز باوجود تنگ دستی اور مالی مشکلات کے اپنا وعدہ ۱۵۱/- کا حقیر رقم کا معہ اہلیہ کے اور پانچ کس مرحومین کا ۴۷/- کل ۱۹۸/- روپے کا پیش کرتا ہے گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ حضور کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ دعا کی غرض ہے حضور نے اس پر "جزاھم اللہ احسن الجزاء" فرمایا

(۸) سرگودھا کے منشی محمد الدین صاحب قادیانی بقیہ اربعہ جن کے ذمہ دو دو سال کا بقایا دفتر دوم میں ۵۰۴/- بوجہ بیماری تھا۔ اور بیمار رہنے کے سبب تین سال تک وعدہ بھی نہ کر سکے تھے۔ انہوں نے اپنے امیر صاحب سے کہا کہ میرا حساب بقایا کے بعد ۵/- روپے سالانہ اضافہ کر کے بنایا جائے۔ تو محاسب صاحب سرگودھا نے سال ۳۹ سے سال ۱۳ تک ۱۲۸۵/- کل بقایا لکھا۔ اس پر صاحب موصوف نے حضور میں اس رقم کے ادا کرنے کا اقرار کرتے ہوئے درخواست کی کہ اس سال ۱۳ کے ۲۶۶/- روپے تو اپریل ۱۹۵۷ء میں معہ ٹیکس کا حساب ہونے پر اور ۱۰۸۵/- روپیہ پچاس روپیہ ماہوار کی قسط سے ادا کروں گا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منظور فرماتے ہوئے اجازت فرمائی۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

پتہ مطلوب ہے ملک محمد شفیع صاحب بھٹی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ آجکل کراچی میں ہیں۔ اگر کسی دوست کو ان کے مکمل ایڈریس کا علم ہو تو مطلع فرمائیں۔ احباب جماعت احمدیہ کراچی خاص طور پر توجہ فرمائیں۔

ناظر امور عامہ ربوہ

قائدین متوجہ ہوں

سہ ماہی نصاب برائے خدام الاحمدیہ

جملہ خدام مطلع رہیں کہ اکیس ۲۱ جنوری تک کے مطالعہ کے لئے کتاب "احادیث الاخلاق" مقرر کی جاتی ہے۔ یہ کتاب دفتر خدام الاحمدیہ سے مل سکتی ہے۔ مجلد کی قیمت ایک روپیہ اور غیر مجلد کی قیمت بارہ ۱۲ آنے۔ جو دوست بیس یا بیس سے زائد کتب منگوائیں گے۔ انہیں پندرہ فی صدی رعایت دی جائے گی۔ یہ کتاب خدام الاحمدیہ کی تربیتی کلاس کا حدیث کا نصاب ہے۔ جس میں خدام الاحمدیہ کے پروگرام اور اخلاق سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی اس کتاب کا مطالعہ ہر خادم کے لئے ضروری ہے کہ تربیتی کلاس کا نصاب بھی ہے۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خدام خدمت دین کے مبارک ایام کی زیادہ سے زیادہ قدر کریں!

خدمت دین کے یہ مبارک ایام صدیوں کے چکر کے بعد نمودار ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا ہماری خوش بختی اسی میں ہے کہ ہم ان مبارک ایام کی اہمیت کو سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ ان کی قدر کریں۔ اور اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہم اپنے نفسوں پر بوجھ ڈال کر خدام الاحمدیہ کی مالیات کو مضبوط کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ مضبوط مالیات کی صورت میں ہی خدام الاحمدیہ کے پروگرام کو سہولت کے ساتھ کما حقہٗ چلایا جا سکتا ہے۔

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کی مختصر روئداد

(بقیہ صفحہ ۵)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے اسی مقام رفیع کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۶)

آخر میں آپ نے قرآن مجید کی آیات احادیث نبوی اور ائمہ سلف کے اقوال سے ثابت کیا کہ ایمان و عرفان اور نبوت کے لحاظ سے اب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دروازہ ہیں اور دوسرے تمام دروازے بند ہیں صرف رحمۃ للعالمین کی نبوت کا علم کا دروازہ کھلا ہے اور جو اس سے فیض نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔

آپ کی اس معرکۃ الآرا تقریر کے بعد ساڑھے تین بجے سہ پہر کے قریب ۲۶ دسمبر ۱۹۵۶ء کا دوسرا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا اجلاس

مورخہ ۲۶ دسمبر کو سوا آٹھ بجے شام مکرم جناب ملک صاحب خان نون صاحب کی صدارت میں تیسرا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مکرم ڈاکٹر میجر شاہ نواز خان صاحب نے "حیات بعد الممات" کے موضوع پر اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے "تعلق باللہ" کے موضوع پر ایمان افروز تقاریر فرمائیں یہ تقاریر انشاء اللہ العزیز الفضل کی آئندہ اشاعتوں میں قسط وار شائع کی جائیں گی۔

اعلان نکاح

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۶ء بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں میرے ماموں زاد بھائی مکرم محمد بشیر الدین صاحب پسر سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ (دکن) کا نکاح مکرمہ اعظم النساء بیگم صاحبہ ہمشیرہ محمد کریم اللہ صاحب ایڈیٹر "آزاد نوجوان" مدراس کے ہمراہ مبلغ دو ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

شیخ نذیر احمد بشیر حیدرآبادی۔ جامعۃ المبشرین ربوہ

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ تا اگر کسی موصی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر سکے۔

(سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

نمبر ۱۳۱۹۵:- منکہ محمد امام ولد محمد حسین صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ ڈسپنسری عمر ۵۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن بنگلور ڈاکخانہ خاص ضلع بنگلور میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۵/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری منقولہ اور غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے صرف ماہوار آمد پر میرا گذارہ ہے میری آمد ماہوار پچاس روپیہ ہے اور میں ۱۹۴۸ء سے اب تک باقاعدہ اپنی مذکورہ آمد ماہوار کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر تا رہا ہوں۔ اور آئندہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر آئندہ میری آمد زیادہ ہو اور یا کوئی اور جائداد پیدا کروں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔

العبد ڈاکٹر محمد امام مولوی فاضل
The Dental clinic
5 Albert Victer
Road Bangalor

گواہ شد:۔ محمد صادق ناقد مبلغ بنگلور معرفت دعوۃ و تبلیغ۔
گواہ شد۔ محمد صبغۃ اللہ احمدی انجمن احمدیہ بنگلور میسور۔

نمبر ۱۳۱۹۶:- منکہ نصیبن بی بی زوجہ شیخ سبحان علی قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۵/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ سردست خادمہ کے نام پر سات بیگہ زرعی زمین ہے جس کی قیمت اندازاً ۷۰۰ روپیہ ہوگی اس جائداد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام پر وصیت کرتی ہوں اور یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ اگر اپنی زندگی میں اور کوئی نئی جائداد پیدا کروں تو اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی یہ رقم میں اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ اگر ادا نہ کر سکی تو میری وفات کے بعد اس تحریر کی بنا پر صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے وارثوں سے وصول کرلے گی

العبد نصیبن بی بی موصیہ نشان انگوٹھا
گواہ شد۔ محسن خان دیہاتی مبلغ
گواہ شد۔ شیخ طاہر الدین پریذیڈنٹ جماعت کیرنگ۔

نوٹ:۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ زمین کی حدود مشرق کی طرف داراب خان صاحب شمال کی طرف نور محمد صاحب۔ مغرب کی طرف داراب خانصاحب۔ جنوب کی طرف شیخ مسعود صاحب خسرہ ۲۱ موضع بال ساہی۔

العبد۔ نصیبن بی بی نشان انگوٹھا۔
گواہ شد۔ شیخ محرم علی کیرنگ۔
گواہ شد۔ مکرم علی لڑکا نصیبن بی بی موصیہ

نمبر ۱۳۱۹۷:- منکہ آر۔ اے حسن کویا ولد ایچی محمد کویا قوم ڈیلا پیشہ تجارت عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت اکتوبر ۱۹۲۶ء ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ خاص ضلع مالابار صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۵/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے البتہ میں آٹھ ہزار روپیہ نقد کا مالک ہوں۔ اور یہ رقم میں نے تجارت میں لگائی ہوئی ہے میں اپنی اس رقم میں سے ۱/۱۰ حصہ (دسواں حصہ) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں تاحین حیات اس تجارت کی آمد میں سے ۱/۱۰ حصہ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو (بوساطت انجمن احمدیہ کالیکٹ) ادا کرتا رہوں گا اور میرے مرنے پر اس تجارت میں میری جو رقم موجود ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد آر۔ اے حسن کویا
R.A. Hassan Koya
C/O Anjuman
Ahmadiya wist
Silk street Calicut
Malabar

گواہ شد M. Ali Koya
Calicut۔ ایم علی کویا
سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کالی کٹ۔ مالابار
گواہ شد:۔ کے اے محی الدین کویا۔
K.A. Moidin Koya
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کالی کٹ۔

ولادت

گذارش ہے کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲ دسمبر کو پہلی لڑکی عطا فرمائی ہے۔ زچہ اور بچہ کی صحت یابی اور درازی عمر کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

عطاء اللہ صراف راولپنڈی گلی شاہ چن چراغ

احمدیہ انٹر کالیجیئٹ ایسوسی ایشن کراچی کے زیر اہتمام سمپوزیم

مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۵۶ء بروز ہفتہ احمدیہ انٹر کالیجیئٹ ایسوسی ایشن کراچی کے زیر اہتمام "دنیا کی ترقی و بہبودی کا انحصار عالمگیر مذہب پر ہے نہ کہ عالمگیر گورنمنٹ پر" کے موضوع پر انگریزی زبان میں سمپوزیم منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم چوہدری عبداللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی۔ نیز مندرجہ ذیل حضرات نے جج صاحبان کے فرائض سرانجام دئے۔

(۱) بابو اللہ داد خانصاحب (۲) چوہدری عبدالمجید صاحب (۳) چوہدری احمد مختار صاحب اس سمپوزیم میں سات مقررین نے حصہ لیا۔ جج صاحبان کے فیصلہ کے مطابق مندرجہ ذیل طلبار اول دوم اور سوم آئے۔

اول۔ چوہدری افتخار احمد صاحب۔ دوم مجیب الرحمٰن صاحب صادق
سوم۔ محمد طفیل صاحب۔

اول اور دوم آنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے علاوہ ازیں ایک سپیشل پرائز جو تفسیر کبیر پر مشتمل تھا۔ مکرم امیر صاحب نے چینی نوجوان مسٹر محمد علی وانگ کو اپنی طرف سے عنایت فرمایا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ مجھے اس سمپوزیم کے انعقاد پر خوشی ہوئی ہے اور میں خاص طور پر مقررین کی تقاریر سے متاثر ہوا ہوں اور میں نے محسوس کیا ہے کہ اگر یہ مقررین کوشش کریں تو سٹیج کے بہترین مقرر ثابت ہو سکتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ موضوع کے لئے وقت بہت تھوڑا دیا گیا۔ حالانکہ موضوع تفصیلی تھا۔ اور اس کے لئے زیادہ وقت درکار تھا۔

اپنی تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی۔ اور بعد دعا یہ مجلس برخاست ہوئی

سید محمد یحییٰ
(سیکرٹری نشر و اشاعت احمدیہ انٹر کالیجیئٹ ایسوسی ایشن کراچی)

گمشدہ سوٹ کیس

مورخہ ۱۲/۱۰/۵۶ء یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ کی بس ۹۴۲/P.B.L (جو ربوہ سے ۱۱½ بجے لاہور کے لئے روانہ ہوئی تھی) اس سے ہم لاہور پہنچ کر جب اترے تو سامان میں سے ہمارا ایک سوٹ کیس (جو پرانا ہے۔ اور رنگ سبزی مائل ہے۔ ایک طرف معمولی سا قفل لگا ہوا ہے) غائب تھا۔ اس بس میں اکثر احمدی دوست سوار تھے۔ جس دوست کے پاس یہ سوٹ کیس ہو۔ براہ کرم بندہ کو اطلاع فرما کر ممنون فرمائیں۔ میں خود حاضر ہو کر شکریہ کے ساتھ ان سے سوٹ کیس حاصل کر لوں گا۔

مرزا احمد شریف بیگ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پتوکی منڈی ضلع لاہور

درخواستہائے دعا

(۱) محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم چوہدری غلام محی الدین صاحب ڈلیو کے ضلع سیالکوٹ کافی عرصے سے ایک مہلک مرض میں مبتلا چلی آرہی ہیں۔ بزرگان عظام اور دیگر دوست ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

(خاکسار نصیر احمد انگلزار ڈلیو کے ضلع سیالکوٹ)

(۲) محترم چچا عبدالجبار صاحب کوٹ پی سکرٹری مال جماعت احمدیہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں

خاکسار سلطان نصیر لنڈی کوتل

(۳) چند یوم سے میری اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

سردار محمد دارالیمن ربوہ

بنی نوع انسان کی نجات ترقی علم کی باہمی کوششوں میں مضمر ہے

روٹری کلب کے ڈنر میں گورنر مغربی پاکستان کی تقریر

لاہور ۲ جنوری گورنر مغربی پاکستان میاں مشتاق احمد گورمانی نے کل رات یہاں خیال ظاہر کیا کہ بنی نوع انسان کی نجات اور ترقی جھگڑے اور نفرت میں نہیں بلکہ علم کی ترقی باہمی کوششوں میں مضمر ہے

گورنر مغربی پاکستان روٹری کے ڈنر میں تقریر کر رہے تھے جس میں دوسرے لوگوں کے علاوہ دولت مشترکہ کی انٹر یونیورسٹی کانفرنس کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔

میاں مشتاق احمد گورمانی نے کہا ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم انسانی ذہنوں کو تمام بندھنوں سے آزاد کر دیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاکہ وہ علم کے وسیع سمندروں میں غوطہ زنی کر سکیں اور نامعلوم مملکتوں کو زیر کر سکیں۔ آپ نے خیال ظاہر کیا کہ دولت مشترکہ کی یونیورسٹیوں کا یہ ادارہ بین الاقوامی افہام و تفہیم کی ایک عمدہ مثال ہے اور انسانی علم کی ترقی کا نظریہ "کلب سپرٹ" پر مبنی ہے اور یہ آزاد لوگوں کا ایک رضاکارانہ ادارہ ہے

گورنر مغربی پاکستان نے کہا "دولت مشترکہ کی یونیورسٹیوں میں شرکت کرنے والے فاضل مندوبین علم کی تلاش کے کام میں مصروف ہیں ان کے الاؤ اور طریقہ ہائے کار ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن ان کا ایک مشترکہ مقصد ہے یعنی انسانی ترقی میں سہولتیں مہیا کرنا۔ اس ترقی کی رفتار کا فطرت کو سمجھنے میں انسانی رابطے سے قریبی تعلق ہے۔ انسانی فطرت کو ٹھیک طور پر سمجھنے کا ایک اور ذریعہ سچائی ہے۔ اور سچائی کو پانے کا واحد طریقہ جو اب تک دریافت کیا جا سکا ہے وہ انسانی ذہن ہے۔ انسانی پرزوں کی اس نازک ترتیب کی آزادی میں کوئی غیر دانشمندانہ مداخلت اسے مسخ شدہ شکل میں تبدیل کر دیگی انسانی فطرت جہاں کہیں بھی گمراہ ہوئی ہے اس کا واحد سبب اس کی فطری اور مفید تحریک کو مصنوعی رسوم و رواج کے بوجھ تلے کچل دینا رہا ہے

لندن میں قائد اعظم کا یوم ولادت

لندن ۲ جنوری۔ لندن میں مقیم پاکستانیوں کے ایک بڑے اجتماع نے ۲۵ دسمبر کو پاکستانی ہائی کمشنر کے دفتر میں قائد اعظم کا یوم ولادت منایا پاکستانی ہائی کمشنر مسٹر اکرام اللہ۔ بیگم اکرام اللہ ہائی کمشنر کے مالی مشیر اور کیمبرج یونیورسٹی کے ایک پاکستانی طالبعلم مسٹر امیر الدین نے اجتماع سے خطاب کیا۔ اجتماع میں قائد اعظم محمد علی جناح کی مغفرت کے لئے دعا مانگی گئی۔ اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے پاکستانی ہائی کمشنر مسٹر اکرام اللہ نے قائد اعظم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا۔ قائد اعظم نے ایام علالت میں بھی وطن اور قوم کی خدمت سے منہ نہ موڑا۔ آپ نے عوام کو قائد اعظم کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

مشرقی اور مغربی پاکستان کی تجارت میں اضافہ

کراچی ۲ جنوری۔ مرکزی دفتر اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۵۶ء کی پہلی ششماہی میں دونوں حصہ ہائے ملک کے درمیان ۲۹ کروڑ ۴۶ لاکھ روپے کی تجارت ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصہ میں کل ۲۳ کروڑ ۲۶ لاکھ روپے کی تجارت ہوئی تھی۔

پاکستانی ہاکی ٹیم نے سنگاپور کو ہرا دیا

سنگاپور ۲ جنوری۔ پاکستانی ہاکی ٹیم نے کل رات یہاں سنگاپور کی ہاکی ٹیم کے خلاف دوسرا میچ تین کے مقابلہ میں نو گولوں سے جیت لیا۔ یہ میچ رات بجلی کی روشنی میں ہوا تھا۔ پاکستانی ٹیم کے ارکان بذریعہ طیارہ کراچی روانہ ہونے والے تھے۔

پاکستان کی برآمدات میں اضافہ

کراچی ۲ جنوری۔ مرکزی دفتر شمار و اعداد کے مطابق ۱۹۵۶ء کے پہلے نو ماہ میں پاکستان کی برآمدات میں سترہ کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ توقع ہے کہ ۱۹۵۶ء کے آخری تین ماہ میں برآمدات میں اضافہ ہوگا۔ کیونکہ اس عرصہ کے دوران میں خام کپاس اور پٹ سن کافی مقدار میں غیر ممالک کو بھیجی گئی ہے۔

اردن کا وزارتی وفد

عمان یکم جنوری۔ ایک سرکاری اطلاع کے مطابق اردن کی کابینہ ایک وزارتی وفد کی تشکیل کر رہی ہے۔ جو تین عرب دار الحکومتوں میں اردن کو سالانہ برطانوی امداد کے متبادل انتظامات کے بارے میں بات چیت کرے گا۔ خیال ہے یہ وفد آئندہ ہفتے قاہرہ روانہ ہو جائے گا۔ جہاں سے وہ ریاض اور دمشق جائے گا۔ اردن کو برطانیہ کی طرف سے سالانہ ایک کروڑ بیس لاکھ سٹرلنگ کی امداد ملتی ہے

دو ہندوستانی وزراء پر پتھر برسائے گئے

نئی دہلی۔ یکم جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ مہا گجرات تحریک کے حامیوں نے کل احمد آباد میں دو مختلف مقامات پر دو علیحدہ حادثات میں دو مرکزی وزراء پر سنگباری کی۔ ایک مشتعل ہجوم نے مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات پرانند کے علاقہ میں پتھر برسائے۔ لیکن کوئی شخص ہلاک یا زخمی نہیں ہوا۔ ہندوستان کے وزیر منصوبہ بندی مسٹر گلزاری لال نندا کی کار کو نالاڈ کے علاقہ میں روکا گیا۔ اور ان پر پتھر برسائے گئے۔